بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

12 ربیع الأول اور عید میلاد النبی ﷺ

میرے اسلامی بھائیو! یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے، مہینوں سے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَات وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ

مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا ہے ان میں سے چار حرمت وادب کے ہیں (سورۃ التوبہ: ٣٦)

ابتداءِ آفرینش سے ہی اللہ تعالی نے بارہ مہینے مقرر فرمائے ہیں جن میں چار حرمت والے ہیں اور وہ یہ ہیں: **رجب**، **ذو القعدة**، **ذوالحجة اور محرم**. بعض مہینے کی فضیلت اور اہمیت کتاب وسنت سے ثابت ہے جیسے ماہِ رمضان، ذوالحجۃ اور محرم وغیرہ، البتہ ربیع الاول مہینہ کی کوئی فضیلت نہیں سوائے اس کے کہ اس مہینہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں. اور تاریخ پیدائش کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے، بعض تاریخ نگاروں نے ١٢ ربیع الاول ذکر کیا ہے تو بعض نے ٩ ربیع الاول بتایا ہے، مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری نے اپنی کتاب "**الرحيق المختوم**" میں ٩ ربیع الاول **عام الفيل** یوم دوشنبہ کو راجح قرار دیا ہے. **علامه سليمان سلمان منصور پوری** اور **محمود پاشا فلکی** کی بھی یہی تحقیق ہے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٩ ربیع الاول کو پیدا ہوئے ہیں.

بہر حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش ٩ ربیع الاول ہو یا ١٢، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نبی ﷺ کی ولادت کے دن ہم محفلیں منعقد کر سکتے ہیں؟ خوشیاں منا سکتے ہیں، کھانے پینے کے اچھے پکوان بنا سکتے ہیں، عطر اور خوشبو سے معطر زرق برق نئے لباس وپوشاک پہن سکتے ہیں، قرآن مقدس کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کر سکتے ہیں، کثرت سے درود شریف پڑھ سکتے ہیں، نعت خوانی کر سکتے ہیں، علماء کرام کو بلوا کر ان سے تقریریں کروا سکتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو پڑھ کر لوگوں کو سنا سکتے ہیں؟ تو ان سب کا جواب ایک عام مسلمان یہی دے گا کہ ان میں حرج کیا ہے؟ مگر کیا یہ جواب صحیح ہے؟ اس بات کو جاننے کے لئے آپ مندرجہ ذیل بنیادی باتیں غور سے پڑھئے:

١۔ ہم تمام مسلمانوں کی دنیاوی فلاح وبہبود کے لئے اور اخروی کامیابی وکامرانی کے لئے صرف دو بنیادی چیزیں ہیں، ا. یک اللہ کی کتاب قرآن کریم اور دوسری نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے " تركت فيكم أمرين لن تضلوا مامسكتم بهما: كتاب الله وسنة نبيه" "تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ کے جارہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے نبی کی سنت" (موطا امام مالک، کتاب القدر باب: ١ حدیث: ٣) معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی رشد وہدایت کتاب وسنت کی اتباع میں مضمر ہے، اور اسی کا نام اسلام ہے.

٢۔ اسلام ایک مکمل دین ہے یا نہیں؟ اگر مکمل ہے تو اس میں کمی وبیشی کی کوئی گنجائش ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب ہر مسلمان یہی دے گا کہ اسلام ایک مکمل دین ہے اس میں ذرہ برابر کمی وبیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے (الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا) "آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھر پور کردیا اور تمہارے لئے

اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا "(سورئہ مائدہ:۳) . مکمل کی مثال: مکمل اور لبالب ایک گلاس پانی اس وقت ہوگا جب اس کے اندر ایک بوند اور ایک قطرہ کی بھی گنجائش باقی نہ رہ جائے. اسی طرح ۹روپے ننانوے پیسے کو مکمل دس روپے نہیں کہہ سکتے ہیں جب تک کہ ۹روپے اور ۱۰۰پیسے مکمل نہ ہوں.

۳۔ نیکی اور اجر وثواب کے ہر کام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا ہے یا اس میں سے کچھ اپنی امت پر چھوڑ دیا ہے؟ اس سوال کا جواب جاننے کے لئے نبی ﷺ کا یہ ارشاد گرامی پڑھئے، آپ ﷺ نے فرمایا"نعلم یکن نبی قبلی لا کان حقا علیه أن یدل أمته علی خیر ما یعلمه لهم،وینذرهم شرما یعلمه لهم""مجھ سے پہلے جو بھی نبی گزرا ہے اس پر یہ واجب تھا کہ اپنی امت کو ہر وہ بھلائی بتادے جو وہ جانتا ہے اور انہیں ہر اس برائی سے آگاہ کر دے جو وہ جانتا ہے "(صحیح مسلم کتاب المارۃ باب:۱۰ حدیث:٤٦)

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا"ما ترکت شیئا یقربکم لی اللّٰہ لا وقد أمرتکم به،وما ترکت شیئا یبعدکم عن اللّٰہ لا وقد نهیتکم عنه"(رواہ الطبرانی بسند صحیح)"میں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس سے تم اللہ کی قربت حاصل کرو مگر ا س کا میں نے تم کو حکم دے دیا ہے ،اور کوئی ایسی- چیز. نہیں چھوڑی کہ جس کے کرنے سے تم اللہ سے دور ہوجاؤ مگر میں نے اس سے تم کو روک دیا ہے "

ایک تیسری حدیث میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:"لقد ترکنا محمد ﷺ وما یحرک طائر جناحیه فی السماء الا اذکرنا منه علما" "حضرت محمد ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ اگر کوئی پرندہ بھی آسمان میں اڑ رہا ہے تو اس کا بھی علم(شریعت میں اس پرندے سے متعلق احکام ومسائل کا علم)ہمیں دیا ہے "(مسند احمد بن حنبل ج۵/۱۵۳حدیث:۲۱۳۹۹)

مذکورہ حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر نیکی اور بھلائی کا کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بتادیا ہے اسی طرح ہر منکر اور برے کام سے بھی اپنی امت کو آگاہ کر دیا ہے. اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "**عید میلاد النبی منانا**" یا وہ تمام اعمال جو آج ہمارے مسلمانوں کے ایک مخصوص طبقہ میں ۱۲ربیع الاول کے دن انجام دیئے جاتے ہیں وہ سب نیکی اور بھلائی کے کام ہیں یا نہیں؟ اگر یہ تمام افعال اجر وثواب اور نیکی کے نہیں ہیں تو پھر اس کا کرنا عبث اور بیکار ہے، اور اگر یہ نیکی اور بھلائی کے کام ہیں تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اعمال کو ضرور بتایا ہوگا مگر افسوس کہ جب ہم احادیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ان اعمال کا کہیں سراغ تک نہیں لگتا ہے، بلکہ **خیرون القرون** تک اس کا کوئی اتا پتہ نہیں ملتا ہے. اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ خود "عید میلاد النبی" کی ابتداء اور اس کی تاریخ پیدائش قارئین کرام کے سامنے بیان کردوں تاکہ اس کی حقیقت مزید کھل کر واضح ہو جائے.

علامہ محمد بخیت الحنفی مفتیِ مصر اپنی کتاب "**أحسن الکلام فیما یتعلق بالسنة والبدعة من الأحکام**" کے صفحہ ۴۴۔۴۵ پر لکھتے ہیں کہ"ان أول من أحدثهابالقاهرة الخلفاء الفاطمیون وأولهم المعز لدین اللّٰہ توجه من المغرب لی مصر فی شوال سنة ٣٦١ھ فوصل لی ثغر اسکندریة فی شعبان سنة ٣٦٢ھ ودخل القاهرة لسبع خلون من شهر رمضان فی تلک السنة فابتدعوا ستة موالد :المولد النبوی ۔ مولد امیر المؤمنین علی بن أبی طالب۔مولد السیدة فاطمة الزهراء ۔ومولد الحسن ۔ ومولد الحسین ۔ومولد الخلیفة الحاضر

،وبقيت هذه الموالد على رسومها لى أن أبطلها الأفضل بن أمير الجيوش....الخ"سب سے پہلے **عید میلاد** قاہرہ(cairo) میں فاطمی خلیفاوں نے ایجاد کیاان میں سب سے پہلے **المعز الدین باالله** ہے جو دیارِ مغرب سے مصر کی طرف شوال ۳۶۱ھ میں متوجہ ہوااور شعبان ۳۶۲ھ میں اسکندریہ کی سرحد ، تک پہ ہونچ گیااور قاہرہ میں اسی سال ۷ رمضان المبارک کو داخل ہواتوان لوگوں نے ۶ موالید ایجاد کیں :

(۱) عید میلاد النبیؐ

(۲) عید میلاد علی رضی اللہ عنہ

(۳) عید میلاد حسن رضی اللہ عنہ

(۴) عید میلاد حسین رضی اللہ عنہ

(۵) عید میلاد فاطمہ رضی اللہ عنہا

(۶) موجودہ خلیفہ کا عید میلاد۔

یہ چھ موالید اپنی رسم ورواج کے ساتھ جاری رہیں حتی کہ **افضل بن امیر الجیوش** نے آکر انہیں ختم کیا" پھر دوبارہ ان موالید کو **عمر بن محمد** نے "**موصل**، **ایران**" میں ایجاد کیااور اس کی اتباع اربل کا بادشاہ **مظفر الدین کوکبوری** نے کیا،مزے کی بات یہ ہے کہ ان رافضی شیعوں نے چھ میلادیں ایجاد کیں مگر مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ نے روافض کے پانچ میلادوں کو چھوڑ کر ایک میلاد کو اختیار کر کے اسے محبت رسولؐ کے نام سے جاری رکھااور پھر "ملاآں باشد کہ چپ نہ شود" کے تحت اس کی دلیلیں بھی ڈھونڈ لیں.

معلوم ہوا کہ عید میلاد النبی ﷺ منانے کی یہ بدعت فاطمی حکمرانوں (رافضی شیعوں) کی چھ میلادوں میں سے ایک ہے جو کہ نبی ﷺ کی وفات کے تین سو سال بعد ایجاد ہوئی ،اس کو میں نے بدعت اس لئے کہا ہے کہ خیر القرون میں اس کا کہیں وجود نہیں ملتا ہے ،خود رسول اللہ ﷺ جن کی پیدائش پر یہ عید منائی جاتی ہے ان کے اعلان نبوت ورسالت کے بعد ۲۳ مرتبہ یہ دن آیا لیکن آپ ﷺ نے کبھی اس کو عید قرار دے کر اس کے لئے خصوصی محفلیں منعقد نہیں کیں اور نہ ہی اپنے صحابہ کرام کو اس کا حکم دیا ،اسی طرح آپ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دو مرتبہ ۱۲ ربیع الاول آیا ،عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۱ مرتبہ ۱۲ ربیع الاول کا دن آیا ، دامادِ رسول ﷺ عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۲ مرتبہ یہ دن آیا ،دامادِ رسول ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پانچ مرتبہ یہ دن آیا ،خلیفہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں ۲۰ دفعہ یہ دن آیا ،آخری صحابی ابو طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کی وفات تک سینکڑوں بار ۱۲ ربیع الاول کا دن آیا مگر صحابہ میں سے کسی ایک صحابی نے اس کو منانے کا اہتمام نہیں کیا.

اسی طرح امام ابو حنیفہ ،امام مالک ،امام شافعی ،امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے ایام ہائے زندگی میں سینکڑوں ،بار ۱۲ ربیع الاول کا یہ دن آیا مگر کسی بھی امام نے اس کو عید میلاد قرار دے کر اس کا اہتمام نہیں کیا، کیاان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں تھی؟ ان کے بعد ،بڑے ،بڑے محدثین اور فقہاء گزرے مگر کسی نے اپنی کتابوں میں اس میلاد کا ذکر ،تک نہیں کیا آخر کیوں؟اس لئے کہ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اگر دین سے تعلق ہو، تا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ عظ ام اور محدثین کرام رحمہم اللہ ضرور اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ کرتے اور ہر سال اس کا اہتمام کرتے.

اب اگر کوئی شخص اجر وثواب کے لئے ، یا دین سمجھ کر کوئی ایسا کام کرے جس کام کو نہ نبی ﷺ نے کیا نہ خلفاء راشدین نے کیا ،نہ صحابہ کرام میں سے کسی نے کیا ،نہ تابعین نے نہ تبع تابعین نے ،نہ ائمہ عظام نے اور نہ ہی محدثین کرام نے کیا ہے ،تو ایسے عمل سے اس مسلمان کو

ثواب تو نہیں مل سکتا البتہ گناہ ضرور ملے گا کیونکہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے (أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)"کیا ان لوگوں نے ایسے (اللہ کے)شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فر مائے ہوئے نہیں ہیں ،اگر فیصلي اللہ علیہ و سلم کے دن کا وعدہ نہ ہوتا تو (ابھی ہی) ان میں فیصلہ کردیا جاتا ،یقینا(ان)ظالموں کے لئے ہی دردناک عذاب ہے " (سورئہ شوریٰ :۲۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا: "من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد" "جس نے کار خیر سمجھ کر کوئی کام کیااور اس کا م کامیں نے حکم نہیں دیا تو وہ عمل مردود ہے ". (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب :۸ حدیث نمبر: ۱۷۱۸)

ایک مسلمان کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی اتباع ہی کافی ہے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين ، تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وياكم ومحدثات الأمور ، فن كل محدثة بدعة ، وكل بدعة ضلالة "وفی روایۃ النسائی "وكل ضلالة فى النار" "مسلمانو! تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقے ہی کو اختیار کرنا اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا اور دین میں اضافہ شدہ چیزوں سے اپنے کو بچاکررکھنا اس لئے کہ دین میں نیا کام (چاہے وہ بظاہر کیسا ہی ہو) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ ہر گمراہی جہنم تک لے جانے والی ہے " (ابو داود کتاب السنۃ باب :۵ حدیث : ٤٦٠٧ اور نسائی کتاب الخطبۃ باب : ۲۲ حدیث :١٥٧٦)

بدعت کی تعریف کرتے ہوئے جناب احمد یار خان نعیمی اپنی مشہور کتاب "**جاء الحق** " کے صفحہ ۲۰۴ میں لکھتے ہیں "وہ اعتقاد یا وہ اعمال جو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوں بعد میں ایجاد ہوئے " اور یہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ عید میلاد النبی ﷺ منانے کا خیر القرون تک کوئی ثبوت نہیں ملتا.

اور عقلی طور پر بھی عید میلاد النبی منانا جائز نہیں کیوں کہ نبی ﷺ کی تاریخ وفات بھی ۱۲ ربیع الاول ہی ہے اور جب انسان کی زندگی میں ایک ہی دن خوشی اور غم جمع ہو جائیں تو غم کو ترجیح حاصل ہوتی ہے مثلاً اگر کسی کے یہاں شادی ہو اور اسی تاریخ کو اسکے گھر میں کسی فرد کا انتقال ہو جائے تو پہلے تجہیز و تکفین ہو گی پھر شادی.

چند شبہات اور ان کا ازالہ

(۱) اگر عید میلاد النبی ﷺ منانا غلط اور بدعت ہے تو پھر ہندوستان ، پاکستان اور بنگلادیش میں لاکھوں مسلمان کیوں مناتے ہیں ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکثریت کا اسلام میں اعتبار نہیں بلکہ حق و باطل کا معیار اور کسوٹی کتاب و سنت ہے پس اگر ہزاروں آدمی کتاب و سنت کے خلاف کر رہے ہوں اور صرف ایک آدمی اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کر رہا ہو تو وہ ایک آدمی صحیح اور حق پر ہے. دیکھئے اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام سے متعلق فرمایا (إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ)" بیشک ابراہیم علیہ السلام ایک امت اور اللہ تعالی کے فرمانبردار اور ایک طرفہ مخلص تھے ، وہ مشرکوں میں سے نہ تھے" (سورئہ نحل :۱۲۰)

اسی طرح یہود ونصاری کا اپنی اکثریت کی دلیل پیش کرنے کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو خطاب کرکے فرما (وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ)"اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کردیں" (سورئہ انعام:١١٦). ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے (وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ)"آپ کی خواہش کے باوجود اکثر لوگ ایمان لانے والے نہینہیں" (سورئہ یوسف:١٠٣) (وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ)

"ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں" (سورئہ یوسف:١٠٦)

معلوم یہ ہوا کہ حق و باطل کا معیار، دلائل وبراہین ہیں، لوگوں کی اکثریت واقلیت نہیں، اسلئے یہ کہنا کہ " اتنے سارے لوگ عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں یہ کیسے غلط ہو سکتا ہے؟ " درست نہیں.

(٢) حق وباطل کا معیار حسب کتاب و سنت ہے تو ہمارے ملکوں میں اتنے بڑے بڑے علماء ہیں کیا وہ قرآن اور حدیث نہیں پڑھتے ہیں؟ کیا ان کے پاس کتاب و سنت کا علم نہیں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یقینا ہمارے ملکوں میں بڑے بڑے علماء ہیں جو قرآن وحدیث پڑھتے اورپڑھاتے ہیں مگر وہ انبیاء کی طرح معصوم عن الخطاء نہیں ہیں ان سے بھی قرآن وحدیث کے سمجھنے میں غلطی ہو سکتی ہے اسی لئے تو امام مالک نے مسجد نبوی میں حدیث کا درس دیتے وقت نبی اکرم ﷺ کی قبر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "کہ دنیا میں بڑے سے بڑے عالم کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے اور رد بھی سوائے اس قبر والے کے ".

(٣) ہمارے ملکوں میں علماء کرام کہتے ہیں کہ عید میلاد النبی ﷺ منانا بدعت نہیں بلکہ مستحب ہے اور اس عمل کے لئے قرآن وحدیث سے بے شمار دلائل پیش کرتے ہیں، اور حسب حق وباطل کا معیار دلائل اور براہین ہی ہیں تو پھر وہی لوگ حق پر ہیں کیونکہ ان کے پاس دلائل ہیں!؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے (كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ) ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے " (سورئہ مؤمنون:٥٣).

آیئے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ دلیل کس کو کہا جاتا ہے؟ دلیل یہ عربی کا لفظ ہے اور "**دَلَّ**" سے ماخوذ ہے جسکا معنی ہے **مرشد** یعنی رہنمائی کرنے والا، اب میں یہاں ان تمام قرآنی آیات کا ترجمہ **جناب احمد رضا خان بریلوی** صاحب کے ترجمہ وتفسیر سے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جنہیں میلادی لوگ بطور دلیل پیش کرتے ہیں:

- ❖ "عیسی بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی" (سورئہ مائدہ:١١٤)
- ❖ "اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو" (سورئہ آل عمران:١٠٣)
- ❖ "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو" (سورئہ ضحی:١١)
- ❖ "بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا" (سورئہ آل عمران:١٦٤)

❖ "تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسکی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں" (سورئہ یونس:۵۸)

یہ ہیں میلاد منانے والوں کی قرآنی دلیلیں جنہیں وہ چیخ چیخ کر اور گلا پھاڑ پھاڑ کر بھولے بھالے عوام کو سناتے ہیں اور اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں، قارئین کرام! دل پر ہاتھ رکھ کر کہئے کہ کیا اللہ نے ہم مسلمانوں کو ان آیتوں میں "عید میلاد النبی ﷺ" منانے کا حکم دیا ہے؟ اور کیا اس نے ہمیں وہ سب چیزیں کرنے کا حکم دیا جو آج ہمارے معاشرے میں عید میلاد النبی کے نام پر ہوتا ہے؟ یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہوگا، تو پھر کہیں کمانے کھانے کیلیۓ ان آیتوں کا سہارا تو نہیں لیا جارہا ہے؟

لاکھوں احادیث رسول میں میلادیوں کو اپنی بات ثابت کرنے کے لئے کوئی دلیل نہ ملی تو اس روایت کو بطور ثبوت انہوں نے پیش کیا:

"اور عروہ نے کہا ثویبہ ابو لہب کی لونڈی تھی، ابو لہب نے اس کو آزاد کردیا تھا اور اس نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا، جب ابو لہب مر گیا تو اس کے کسی عزیز نے مرنے کے بعد اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے کیا گزری؟ وہ کہنے لگا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں ملا مگر ایک ذرا سا پانی، ابو لہب نے اس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کے بیچ میں ہوتا ہے، یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کردیا تھا" (صحیح بخاری کتاب النکاح باب:۲۰ حدیث :۵۱۰۱)

اس روایت سے عید میلاد النبی کے لئے استدلال کرنا کئی اعتبار سے غلط ہے:

✓ اس روایت میں محض ایک خواب کا ذکر ہے اور اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء ورسل (علیہم السلام) کے خواب کے علاوہ کسی کا بھی خواب قابل حجت نہیں اور اس سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا.

✓ امام بخاری نے ضمنی طور پر اس واقعہ کو ذکر صرف اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کیا ہے کہ ثویبہ یہ آپ ﷺ کی **رضاعی ماں** تھی، اسی لئے انہوں نے یہ باب باندھا ہے باب " وأمہاتکم اللاتی أرضعنکم " **"اور تمہاری رضاعی ماؤں کا باب"**.

✓ اس واقعہ میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ ابولہب نے نبی کی پیدائش کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا بلکہ تاریخ کی دیگر کتابوں میں یہ وضاحت موجود ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرجانے کے بعد آزاد کیا تھا (دیکھئے الطبقات ج/۱۰۸-۱۰۹، الاستیعاب ج۱/۱۲)

✓ نہ امام بخاری نے اس واقعہ کو عید میلاد النبی کے ثبوت کے لئے ذکر کیا ہے اور نہ ہی شارحین صحیح بخاری میں سے کسی نے اس واقعہ سے میلاد کیلیۓ استدلال کیا ہے.

✓ یہ خبر ظاہر قرآن کے خلاف ہے، ارشاد باری تعالی ہے (وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا) "اور انہوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کرانہیں پراگندہ ذروں کی طرح کردیا" یعنی کافروں کے عمل قیامت کے دن ذروں کی طرح بے حیثیت ہوں گے. (سورئہ فرقان:۲۳)

✓ بعض روایت کے مطابق یہ خواب عباس نے دیکھا ہے، اور ابولہب غزوئہ بدر کے سات دن بعد مر گیا، اور عباس غزوہ بدر میں مشرکین قیدیوں میں سے تھے، فدیہ کے بعد وہ مکہ واپس ہوئے اور وہاں انہوں نے اسلام قبول کیا، قرینہ یہ بتلا رہا ہے یہ خواب

عباس کے حالت کفر کا ہے اور ایک کافر و مشرک کا خواب قابل اعتبار نہیں. (فتح الباری ج۱/۱۴۵ - الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج۳/۵۱۱)

- ✓ اگر مان بھی لیا جائے کہ ابو لہب نے نبی کی ولادت کے دن اسے آزاد کیا تھا تو سوال یہ پیدا ہو. تا ہے کہ ابو لہب نے اپنے بھتیجے محمد بن عبد اللہ کی پیدائش کی خوشی میں لو. نڈی آزاد کی تھی. یا محمد رسول اللہ کی پیدائش پر؟ ظاہر ہے اس نے رسول اللہ کی پیدائش کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد نہیں کیا تھا، ورنہ وہ اسلام دشمنی میں سب کو پیچھے نہ چھوڑ تا، اور آج ہمارے مسلم بھائی قربت الہی کیلئے اس کے اس عمل کو دلیل بنا کر خوشی مناتے ہیں، کیا دونوں میں فرق نہیں ہے؟
- ✓ اگر مان بھی لیا جائے کہ ابو لہب نے یہ عمل اجر و ثواب اور قربت الہی کیلئے کیا تھا (اور یہ محال ہے) تو اس سے یہ ثابت ہو تا ہے کہ "عید میلاد النبی" منا. نا ملعون ابو لہب کی سنت ہے نہ کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی. اور ہم مسلمانوں پر ایک ملعون کافر و مشرک کی اتباع حرام ہے.

اللہ ہم سب کو کتاب و سنت کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین.

نیک دعاؤں کا طالب:

الشیخ/ ابوعبد الله اصغر علی صلفی

بریده، القصیم

بشکریہ: www.islamdawah.com/urdu